السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم چند دوست اس غرض سے اکٹھے ہوئے کے دینی اور دنیاوی امور بحث مباحثہ کریں۔ حاضرین میں سے ایک نے سوال پش کیا تھا کہ آیا ایک مسلمان ۱۰۰ فی صد ایک مسلمان کی سی زندگی گزار سکتا ہے اور اس پر قائم رہ سکتا ہے جبکہ اس معاملہ میں ایجابی اور سلبی قسم کے اجتماعی دباؤ بھی موجود ہیں۔ یعنی اگر ایک مسلمان ہر اس چیز سے بچنا چاہئے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے اور ہر اس چیز سے فائدہ اٹھانا چاہے اس نے حلال کیا ہے۔ یہی صورت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ وہ اس چیز پر عمل کرے جو مباح ہے اور منع کردہ اشیاء سے آیا وہ بچ سکتا ہے؟

اس سوال کے مختلف جواب تھے۔ اگرچہ ہر جواب اچھا تھا تاہم جوابات میں اختلاف حالات کے اختلاف سے متعلق تھا۔ ایک فریق یہ کہتا تھا کہ آدمی اس بات پر قادر ہے کہ وہ سوفی صد مسلمان کی سی زندگی گزار سکے۔ جبکہ دوسرا فریق اس بات کی موافقت نہیں کررہا تھا۔ دوسرا فریق جو سوفیصد مسلمانوں کی سی زندگی گزارنے کی موافقت نہیں کررہا تھا۔ اس کی توجیہ یہ تھی کہ معاشرتی دباؤ کئی قسم کے ہیں جن میں سے ہوسکتا ہیکہ بہت سی باتیں نادرست ہوں تاہم معاشرہ انہیں اپنائے ہوئے ہے۔ اس فریق نے اس کی مثال فٹ بال کے کھیل سے دی جس کی حکومت حوصلہ افزائی کررہی ہے۔ اس کے بجائے اگر نوجوانوں کو گھڑسواری، تیراکی اور تیزاندازی وغیرہ کی ٹریننگ دی جائے تو یہ نوجوانوں کےلیے فٹ بال سے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

دوسری مثال تصویر کشی اور مجمسہ سازی کی ہے، تیسری مثال انسان کی غذا سے متعلق ہے جو حکومت بیرونی ممالک سے مختلف قسم کی گوشت درآمد کرتی ہے، چوتھی مثال بنکوں کے فوائد ہیں۔ چنانچہ اور بھی کئی مثالیں پش کی گئیں۔ جب یہ مباحثہ طول پکڑا اور ہم نے بعض نقاط پر اتفاق کیا اور بعض میں اختلاف کیا تو ہم نے مناسب سمجھا کہ اپنا سوال آپ کو بھیج دیں۔ یہ توقع رکھتے ہوئے کہ شاید آپ کے ہاں سے شافی جواب مل سکے۔ احمد۔ ع۔ الریاض

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلم غیر معصوم ہے اور ہر انسان خطا کار ہے۔ ان خطاکاروں میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے لیکن اس بات کا امکان موجود ہے کہ ایک مسلمان اسلامی معاشرہ میں اپنی طاقت کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہوئےاپنے دین کی محافظت کرسکے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

اللہ سے ڈرتے رہو جس قدر تم سے ہوسکے'' (التغابن ۶۴ : ۱۶)''

اب اگر اس سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو جو اس نے دانستہ نہ کی ہو، یا اس کےاپنے اختیار کے مطابق اس کا گمان ہو کہ وہ جائز ہے اور اس کے پاس پوری معلومات نہ ہوں، یا اس نے کسی عالم سے پوچھا ہو اور اس نے ایسا فتویٰ دیا ہو جبکہ اس فتویٰ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہو تو ان باتوں سے اس کے دین میں کوئی عیب واقع ہوجائے تو سچی توبہ کرنے میں جلدی کرنا اس پر واجب ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلداول - صفحہ 40

محدث فتویٰ